مانعین زکوٰۃ کے متعلق شیخین کے اختلاف کی تحقیق

(مولانا تقی الدین ندوی مظاہری استاد حدیث دارالعلوم فلاح دارین گجرات)

زکوٰۃ کے اسلامی فریضہ ہونے میں کسی مسلمان کو شک و تردد نہیں ہوسکتا، اور نہ ہی ابتدا اسلام سے آج تک کسی مسلمان نے دائرۂ اسلام میں رہتے ہوئے اس کا انکار کیا ہے، اگر کوئی شخص زکوٰۃ کی فرضیت کا انکار کرے یا اس میں شک و تردد ظاہر کرے تو اس کو کافر و مرتد قرار دیا جائے گا، کیونکہ زکوٰۃ کی فرضیت پر کتاب و سنت کے بکثرت دلائل اور امت کا توارث و تعامل موجود ہے، البتہ موجودہ دور میں ایک خاص تجدد پسند طبقہ، ایسا پیدا ہوگیا ہے جو اسلام کو مختلف نوع کی تحریفات و تاویلات کے ذریعہ اپنی مرضی اور خواہشات کے سانچے میں ڈھالنے کی ناپاک کوشش کر رہا ہے اس سلسلے میں یہ لوگ فریضۂ زکوٰۃ کو حکومت کے "مالی ٹیکس" کی حیثیت سے پیش کر رہے ہیں۔

دورِ صدیقی میں جب فتنۂ انکار زکوٰۃ رونما ہوا تو یہ منکرین زکوٰۃ با جماع صحابہؓ مرتد سمجھے گئے اور اُن سے قتال میں کسی کو تردد نہ ہوا، عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ ابتداءً حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان "منکرین زکوٰۃ" سے قتال میں تردد تھا اور اسی سلسلہ میں انھوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے گفتگو بھی کی تھی، مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دلائل سن کر انھیں بھی شرح صدر ہوگیا، اس کے آئندہ تفصیل سے بتایا جائے گا کہ حضرات شیخینؓ کی گفتگو منکرین زکوٰۃ کے سلسلے میں نہیں تھی، اور قرآن و حدیث کے واضح دلائل کے بعد نہ ان منکرین زکوٰۃ سے قتال کے بارے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو تردد تھا، بلکہ شیخینؓ کا مکالمہ اس جماعت کے بارے میں تھا جو زکوٰۃ کو فریضۂ ربانی تسلیم کرنے کے بعد اس طریقہ پر امیر المومنین کے سپرد نہیں کرنا چاہتی تھی، جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں ادا کرتی تھی، یہ لوگ درحقیقت مرتد نہیں تھے، بلکہ اسلامی حکومت سے

ادت کرنے والے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان سے جنگ کرنے کے بارے میں ابتداءً تردد ہوا ھا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کو بھی انکارِ زکوٰۃ کا پیش خیمہ سمجھا۔

چنانچہ حضرت صدیق اکبرؓ کے موقف سے بعد میں حضرت عمرؓ اور دیگر صحابہؓ کرام نے اتفاق یا اور اجماعی طور پر صحابہؓ کرام کے درمیان یہ مسئلہ طے ہوگیا کہ ان لوگوں سے اسی طرح جنگ کی جائے گی س طرح مرتدین اور منکرین فرضیت زکوٰۃ سے۔

اس کے بعد ہم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث جو اس باب میں سب سے اہم سمجھی جاتی ہے یش کرتے ہیں۔

ن ابی هریرة رضی الله عنه قال لما فی رسول الله صلی الله علیه وسلم استخلف ابوبکرؓ بعده وکفر من کفر من العرب، قال عمرؓ بن الخطاب کیف تقاتل الناس؟ وقد قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اُمرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا اله الا الله فمن قال لا اله الا الله عصم منی ماله ونفسه الا بحقه وحسابه علی الله عز وجل فقال ابوبکر والله لاقاتلن من فرق بین الصلوٰة والزکوٰة فان الزکوٰة حق المال والله لو منعونی عقالا کانوا یؤدونه الی رسول الله صلی الله علیه وسلم لقاتلتهم علی منعه فقال عمر بن الخطاب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پاچکے اور آپ کے بعد حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے، اور عرب کے جن لوگوں کو کفر اختیار کرنا تھا، اختیار کیا، تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ لوگوں سے کس طرح جہاد کریں گے؟ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مجھے لوگوں سے جہاد کا حکم دیا گیا ہے، یہاں تک کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کرلیں، پس جس شخص نے لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کرلیا، تو اس نے مجھ سے اپنا مال اور اپنی جان کو بچا لیا، بجز اللہ کے حق کے، اور اس کا حساب اللہ عزوجل کے سپرد ہے، پس ابوبکرؓ نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں ان لوگوں سے جہاد کروں گا، جو نماز و زکوٰۃ میں تفریق کرتے ہیں، کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے، خدا کی قسم اگر ان لوگوں نے مجھے اونٹ باندھنے کی رسی دینے سے

فوالله ما هو الا ان رأيت الله شرح صدر ابي بكر للقتال فعرفت انه الحق[1]

انکار کیا، جب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا کرتے تھے، تو ان کے نہ دینے پر میں جہاد کروں گا، پس حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ واللہ میں نے دیکھ لیا کہ اُن سے جنگ کرنے پر اللہ نے حضرت ابوبکرؓ کو شرح صدر فرما دیا ہے، تو میں نے بھی سمجھ لیا کہ یہی حق ہے،

اس حدیث کی سب سے بہتر وعمدہ شرح امام خطابیؒ نے "معالم السنن" میں کی ہے، چنانچہ علامہ نووی نے شرح مسلم میں اور علامہ عینی نے عمدۃ القاری میں اور حضرت مولانا خلیل احمد صاحبؒ نے بذل المجہود میں اسی کو نقل کیا ہے، امام خطابی کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ "جن لوگوں نے ارتداد اختیار کیا تھا، ان کی دو قسمیں تھیں،

(۱) ایک قسم تو ان لوگوں کی تھی جو دین سے مرتد ہو گئے تھے، اور اسلام کو پس پشت ڈال دیا تھا، اور کفر کی طرف واپس لوٹ گئے تھے "کفر من کفر من العرب" سے حضرت ابوہریرہؓ نے اسی جماعت کو مراد لیا ہے، اس گروہ میں "مسیلمہ کذاب" کے معتقدین اور "اسود عنسی" کے پیروشامل ہیں، ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا بالکل انکار کر دیا تھا، اور ان دونوں "خود ساختہ" نبوت کے دعویداروں کے دعویٰ کو تسلیم کر لیا تھا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اُن لوگوں سے جہاد کیا، یہاں تک کہ "مسیلمہ" کو "یمامہ" میں اور اسود عنسی کو "صنعا" میں قتل کیا گیا، اس طرح ان کی قوت ختم ہو گئی، اور اکثر لوگ ہلاک ہوئے،

اسی گروہ میں وہ مرتدین بھی داخل ہیں، جنھوں نے اسلام کی تعلیمات کا انکار کر دیا تھا، اور نماز روزہ زکوٰۃ اور دین کے سب معاملات کو ترک کر کے جاہلیت کے اپنے قدیم طریقے پر پلٹ گئے تھے،

(۲) دوسری جماعت ان لوگوں کی تھی، جنھوں نے نماز و زکوٰۃ میں تفریق کر رکھی تھی، مگر فریضۂ زکوٰۃ کی امام کی طرف ادائیگی کے وجوب کا انکار کرتے تھے۔ یہ لوگ درحقیقت

---

[1] بذل المجہود ص ۲/۲

باغی تھے، مرتدین کے ساتھ ہونے کی وجہ سے یہ لوگ اس نام سے اس زمانے میں نہیں پکارے گئے، چونکہ اس عہد میں سب سے بڑا مسئلہ ارتداد کا تھا، اس لیے ضمناً ان کی نسبت بھی انھیں کی طرف کردی گئی ...... ان مانعین زکوٰۃ میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے، جو زکوٰۃ دینا چاہتے تھے، اور ان کا رد کرنے کا ارادہ نہیں تھا، مگر ان کے قبیلہ کے سرداروں نے ان کو اس ارادہ سے باز رکھا، اور ان کے ہاتھوں کو پکڑ لیا، جیسے "بنی یربوع" نے اپنے صدقات کو جمع کر کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجنے کا ارادہ کر لیا تھا، لیکن "مالک بن نویرہ" نے ان کو اس سے باز رکھا، اور انھیں لوگوں میں تقسیم کر دیا، اس کے بعد امام خطابی فرماتے ہیں "وفی امر هؤلاء عرض الخلاف ووقعت الشبهة لعمر رض فراجع ابابکر رض وناظره" الخ انھیں لوگوں کے بارے میں اختلاف ہوا تھا، حضرت عمر رض کو ان سے جنگ کرنے کے متعلق تردد واقع ہوا، اس لیے انھوں نے اس مسئلہ میں حضرت ابوبکر صدیق رض سے گفتگو کی، اور مناظرہ کیا،

وہ مناظرہ کیا تھا؟ اور اس سلسلے میں ان دونوں حضرات کے کیا دلائل تھے؟ امام خطابی لکھتے ہیں، کہ حضرت عمر رض نے حضور ﷺ کی حدیث "امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الٰہ الا اللہ فمن قال لا الٰہ الا اللہ فقد عصم نفسه وماله" الخ سے استدلال کیا، حضرت عمر رض نے ظاہر کلام سے استدلال کیا، ان کی نظر آخر کلام پر نہیں گئی اور نہ اس کے شرائط پر غور فرمایا، اس کے جواب میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ زکوٰۃ مال کا حق ہے، ان کے اس ارشاد کا مطلب یہ تھا کہ جس قضیہ سے مال و خون کی عصمت لازم آرہی ہے وہ اپنے شرائط کے پورا کرنے پر موقوف ہے، اور جو حکم دو شرطوں پر معلق ہو، اس کی ایک شرط پوری ہو رہی ہو، اور دوسری معدوم ہو تو حکم ثابت نہیں ہو سکتا، نیز انھوں نے زکوٰۃ کو نماز پر قیاس کیا، چونکہ نماز کے منکر سے قتال (جنگ) پر اجماع صحابہ رض تھا، اس لیے مختلف فیہ مسئلہ کو متفق علیہ مسئلے پر لوٹا دیا، بہرکیف حضرت عمر رض کا استدلال عموم سے تھا، اور حضرت ابوبکر رض کا قیاس

سے تھا، اس سے یہ معلوم ہو گیا کہ عموم میں قیاس سے تخصیص کی جا سکتی ہے،...... بالآخر حضرت عمرؓ کو حضرت صدیق اکبرؓ کی رائے کی صحت پر شرح صدر ہو گیا، اور انھوں نے ان کے موقف سے پورا اتفاق کیا، [۱]

حافظ ابن حجر شیخینؓ کے مناظرہ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔

وصنف ثالث استمروا علی الاسلام لکنهم جحدوا الزکوٰۃ وتاولوا بانها خاصة بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم وهم الذین ناظر عمرؓ ابا بکرؓ فی قتالهم کما وقع فی حدیث الباب [۲]	تیسرا گروہ ان لوگوں کا تھا، جو اسلام پر قائم تھا، لیکن انھوں نے زکوٰۃ کی فرضیت کا سرے انکار کر دیا، اور کہا کہ زکوٰۃ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص تھی، یہی وہ گروہ تھا جس کے بارے میں حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے گفتگو کی تھی،

حافظ ابن حزم فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ابتدائی عہد خلافت میں پورا عالم اسلام چار گروہوں میں تقسیم ہو گیا تھا۔

۱۔ جمہور اہلِ اسلام، یہ لوگ پوری طرح اسلام پر ثابت قدم رہے۔ اور ان حضرات نے پوری طرح خلیفۂ اولؓ کی اطاعت کی،

۲۔ ایک جماعت ان لوگوں کی تھی، جو اسلام کی تعلیمات کا اقرار کرتی تھی، لیکن زکوٰۃ کی فرضیت اور اس کی عبادتی شان کا انکار کرتی تھی، ان کی تعداد پہلی جماعت کے مقابلے میں قلیل تھی۔

۳۔ تیسری جماعت ان لوگوں کی تھی جنھوں نے صاف طور سے اپنے کفر وارتداد کا اعلان کر دیا تھا، جیسے طلیحہ، سجاح وغیرہ کے معتقدین، ان کی تعداد دوسری جماعت کے مقابلے

[۱] معالم السنن ص۳ ج ۲ [۲] فتح الباری ص۲۳۲ ج ۱۱ [۳] ان کے اشکالات کے مدلل جوابات کے لیے ملاحظہ ہو معالم السنن۔

بالکل تھی، نیز ہر قبیلہ میں سچے مسلمانوں کی ایک تعداد موجود تھی جو اس کفر والتداد سے برسرِ پیکار تھی ۔
۴۔ کچھ لوگ ایسے تھے جو موقع کی تاک میں تھے، انھیں انتظار تھا کہ جس کو غلبہ حاصل ہوگا، اسی کا اتباع کریں گے،

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سب سے جہاد کیا، اسود و مسیلمہ وکذاب یہ دونوں قتل کئے گئے، طلیحہ اور سجاح نے توبہ کر کے دوبارہ اسلام کو قبول کر لیا، اکثر لوگ پھر اسلام کی طرف لوٹ آئے، وللہ الحمد۔ [1]

ان علماء محققین کے کلام سے معلوم ہوتا ہے، کہ منکرین زکوٰۃ اور ان لوگوں کے درمیان جو زکوٰۃ کو فریضہ ربانی سمجھتے ہوئے اس امر کے قائل نہیں تھے کہ امیر المومنین کی طرف اس کی ادائگی واجب ہے، یہ دونوں جماعتیں ایک ہی زمرے میں داخل ہیں،

حضرت الاستاذ مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث مدظلہ فرماتے ہیں کہ میری تحقیق کے مطابق ان حضرات ائمہ کے کلام میں اجمال ہے، پہلی جماعت کافر ہے اور دوسری جماعت باغی تھی، قطب الارشاد حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ، "کفر من کفر من العرب" کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ (۱) ایک جماعت مرتدین کی تھی (۲) دوسری جماعت منکرین زکوٰۃ کی تھی (۳) تیسری جماعت ان لوگوں کی تھی جو زکوٰۃ کو فریضہ الٰہی مانتے تھے، مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف ادائگی سے انکار کر رہے تھے، پہلی دونوں جماعتیں کافر تھیں، اور تیسری جماعت باغی تھی، اس لیے "کفر من کفر من العرب" کا اطلاق ان تینوں پر تغلیباً ہے، یا اصالتاً مرتدین کا حال بیان کرنا مقصود تھا، ضمناً اس میں تیسری جماعت کو بھی شامل کر لیا ہے، شیخین کا اختلاف درحقیقت اسی تیسری جماعت کے بارے میں تھا۔ [2]

جو لوگ فریضۂ زکوٰۃ کے منکر تھے، انھوں نے اس کی فرضیت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص کر دیا تھا، وہ اپنے اس قول کی وجہ سے کافر قرار پائے، اور جو لوگ صرف امام

[1] الملل والنحل ص ۹ ج ۲ [2] الکوکب الدری ص ۱۱ ج ۲

کی طرف ادائیگی کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص سمجھتے تھے، وہ فی الواقع باغی تھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پہلی جماعت سے کفر کی وجہ سے اور دوسری جماعت سے بغاوت کی وجہ سے جہاد کیا [1]

حضرت الاستاذ فرماتے ہیں کہ اس کی تائید حافظ ابن حجر عسقلانی کی مندرجہ ذیل عبارت سے ہوتی ہے، حافظ صاحب "لاقاتلن من فرق بین الصلوٰۃ والزکوٰۃ" کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں،

والمراد بالفراق من اقر بالصلوٰۃ وانکر الزکوٰۃ جاحداً او مانعاً مع الاعتراف وانما اطلق فی اول القصۃ الکفر لیشمل الصنفین فھو فی حق من جحد حقیقۃ وفی حق الآخرین مجازاً تغلیباً وانما قاتلھم الصدیق ولم یعذرھم بالجھل لانھم نصبوا القتال فجھز الیھم من دعاھم الی الرجوع فلما اصروا قاتلھم اھ [2]

"فرق سے مراد وہ لوگ ہیں جنھوں نے نماز کا اقرار کیا اور زکوٰۃ کا انکار، اس سے منکر ہونے کی وجہ سے یا فریضۂ زکوٰۃ کے اعتراف کے ساتھ ادائیگی سے باز رہنے کی بنا پر، "کفر" کا اطلاق ابتداءِ قصہ میں دونوں جماعتوں کو شامل ہے، پس یہ منکر کے حق میں حقیقۃً اور دوسروں کے حق میں مجاز کے طور پر تغلیباً، حضرت ابوبکر صدیق نے ان سے جہاد کیا، اور جہل کی وجہ سے معذور نہیں قرار دیا، اس لیے کہ وہ جنگ کے لیے آمادہ تھے، ان کی طرف لشکر کو بھیجا کہ رجوع کی طرف دعوت دی جائے، مگر جب ان لوگوں نے اپنے طرز عمل پر اصرار کیا تو ان سے جہاد کیا،

حافظ صاحب کے اس کلام سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مانعین زکوٰۃ دو گروہوں میں تقسیم تھے پس یہ حقیقت ظاہر ہو گئی کہ شیخین رض کی گفتگو دوسرے گروہ کے بارے میں تھی، اور اس پر کئی دلائل ہیں،

(۱) قرآن مجید میں تقریباً تیس مقامات پر نماز و زکوٰۃ کا تذکرہ ایک ساتھ کیا گیا، نیز اللہ تعالیٰ

[1] لامع الدراری ص ۱۲۵ ج ۲ [2] حوالہ مذکور بحوالہ فتح الباری

رمایا ہے " فان تابوا واقاموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ فخلوا سبیلھم ط[1] : ترجمہ : پھر اگر وہ توبہ کریں اور قائم کریں نماز اور دیا کریں زکوٰۃ تو چھوڑ دو ان کا راستہ) ظاہر بات ہے کہ یہ آیت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مخفی نہیں تھی،

(۲) جس روایت سے اس مکالمے میں حضرت عمرؓ کا استدلال کرنا منقول ہے اس حدیث کے راوی ان کے صاحبزادے ابن عمرؓ بھی ہیں، اور ابن عمرؓ کی روایت کے الفاظ میں اضافہ ہے،..... حتی یقولوا لا الٰہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ ویقیموا الصلوٰۃ ویؤتوا الزکوٰۃ

فی روایۃ العلاء بن عبد الرحمٰن حتی یشھد وا ان لا الٰہ الا اللہ ویؤمنوا اجئت بہ[2] - اسی طرح کے الفاظ حضرت انسؓ و حضرت ابوہریرہؓ کی روایات میں بھی ہیں، چونکہ شراح حدیث نے شیخینؓ کی گفتگو کو منکرین زکوٰۃ کے سلسلے میں بتایا ہے، اس لیے انھیں ان روایات کی توجیہ و تاویل میں بے جا تکلف سے کام لینا پڑا۔

علامہ نوویؒ نے ان حضرات کی روایات کا یہ جواب دیا کہ جن الفاظ کے اضافے کے ساتھ یہ لوگ روایت کر رہے ہیں، ممکن ہے کہ شیخینؓ کی عدم موجودگی میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو، ورنہ اگر یہ پوری حدیث حضرت عمرؓ کے سامنے ہوتی تو وہ اس سے استدلال نہ فرماتے کیونکہ اس کے الفاظ تو خود ان کے خلاف حجت ہیں، اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ان کے جواب میں قیاس کی ضرورت نہ پڑتی۔[3]

علامہ نووی کا یہ جواب صرف تکلف ہے، اس لیے کہ یہ مناظرہ سِرّاً نہیں ہوا تھا، بلکہ علی رؤس الاشہاد ہوا تھا، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے کیوں نہیں اس فیصلہ کن حدیث سے ان دونوں حضرات کو مطلع کیا، نیز اس مناظرہ کے وقت بالخصوص حضرت ابوہریرہؓ کی موجودگی کے، حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں "باب من ابی قبول الفرائض" الخ

---

[1] سورہ توبہ ع ۵ . [2] بذل المجہود ج ۳ ص ۲ [3] شرح مسلم از نووی ص ۳۹ ج ۲

کے تحت تسلیم کیا ہے[۱]۔ اس کے بعد حیرت ہوتی ہے کہ حافظ صاحب نے بھی حضرت ابن عمرؓ کی روایت کی توجیہ کی، کہ ممکن ہے کہ وہ موقع پر موجود نہ رہے ہوں یا وقت پر یہ حدیث یاد نہ آئی ہو۔

(۳) امام نسائی و امام بیہقی نے حضرت انسؓ کی حدیث کی تخریج ان الفاظ کے ساتھ کی ہے۔

"عن انسؓ قال لما توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارتدت العرب قال فقال عمرؓ یا ابابکر اترید ان تقاتل العرب قال فقال ابوبکر انما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرت ان اقاتل الناس حتی یشهدوا ان لا الہ الا اللہ وانی رسول اللہ ویقیموا الصلوٰۃ ویؤتوا الزکوٰۃ واللہ لومنعونی، الخ[۲] ثم ذکر عدۃ روایات فی استثناء الزکوٰۃ اس سے معلوم ہوا کہ حدیث کے پورے الفاظ حضرت ابوبکرؓ کے سامنے تھے پس ثابت ہوا کہ درحقیقت یہ گفتگو منکرین زکوٰۃ کے سلسلے میں نہیں تھی، بلکہ دوسری جماعت کے بارے میں تھی۔

(۴) حاکم نے خود حضرت عمرؓ سے یہ روایت نقل کی ہے۔

" حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ کاش کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین مسئلے دریافت کرلیتا تو وہ میرے لیے سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ قیمتی اور کارآمد ہوتے، ایک یہ کہ آپؐ کے بعد آپؐ کا خلیفہ کون ہوگا، دوسرے ان لوگوں کا حکم جو یہ کہتے ہیں، کہ ہم اپنے اموال میں زکوٰۃ کے واجب ہونے کا تو اقرار کرتے ہیں، لیکن کہتے ہیں کہ ہم وہ زکوٰۃ تم کو یعنی خلیفۃ المسلمین کو نہ دیں گے، آیا ایسے لوگوں سے جنگ کرنا چاہیے یا نہیں، تیسرے کلالہ کا مسئلہ (یعنی ایسا مورث جس کے نہ ماں باپ ہوں نہ بیٹا بیٹی اس کی میراث کا وارث کون ہوگا)

یہ حدیث شیخینؒ (بخاری ومسلم) کے شرائط کے مطابق صحیح ہے، اگرچہ شیخین نے صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں اس کا ذکر نہیں کیا ہے[۳]، ہم نے جو دلائل پیش کیے ہیں اس سے بخوبی یہ واضح ہوجاتا ہے کہ شیخینؓ کی گفتگو دوسری جماعت کے بارے میں تھی، جو زکوٰۃ کو فریضہ ربانی تسلیم کرتی تھی مگر اسے اس امر سے انکار تھا کہ زکوٰۃ کی امیر المومنین کی طرف ادائیگی واجب

[۱] فتح الباری ص ۲۳۲ ج ۱۱ [۲] سنن نسائی ص ۵۲ ج ۲ [۳] مستدرک ص ۳۰۳ ج ۲

ہے۔ یہ لوگ بھی حضرت ابوبکرؓ کی اطاعت سے منحرف ہوگئے تھے، حضرت صدیق اکبرؓ اور بالآخر تمام صحابۂ کرام نے منکرین زکوٰۃ اور مرتدین سے جنگ کرنے کی طرح ان لوگوں سے بھی جہاد کیا، بیشک یہ خلیفۂ وقت سے بغاوت تھی اور آئندہ کے لیے انکار زکوٰۃ کا پیش خیمہ تھا۔ ہمارے مدعا کی وضاحت کے لیے سنن نسائی کی حسبِ ذیل روایت پڑھیے،

وعنه لما قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم وارتدت العرب وقالوا لا نؤدي الزكوٰة فقال ابوبكر لو منعوني عقالاً لجاهدتهم عليه فقلت يا خليفة رسول الله تألف الناس وارفق بهم فقال لي اجبار في الجاهلية وخوّار في الاسلام انه قد انقطع الوحي وتم الدين او ينقص الدين وانا حيٌّ (اخرجه النسائیؒ بهذا اللفظ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو عرب کے چند قبائل دین سے منحرف ہوگئے، اور انھوں نے صاف کہہ دیا کہ ہم زکوٰۃ نہیں دیں گے، تو اس پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ اگر ان لوگوں نے مجھے اونٹ باندھنے کی رسّی دینے سے انکار کیا، تو میں اس پر ان سے جہاد کروں گا، پس اس پر حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا، اے رسول اللہ کے خلیفہ! آپ ان لوگوں کی دلجوئی کریں، اور ان کے ساتھ نرمی سے کام لیں، اس پر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا، اے عمرؓ! کفر کے زمانے میں تو تم ایسے نڈر تھے، اور اسلام لانے کے بعد ایسے بزدل بن گئے، اب وحی کا سلسلہ منقطع ہوچکا ہے، اور دین کی تکمیل ہوچکی ہے، کیا میری زندگی میں دین میں کمی کی جاسکتی ہے؟

حضرت ابوہریرہؓ کی روایت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ کے ارشاد «والله لاقاتلن من فرق بين الصلوٰة والزكوٰة»، کا مطلب بھی واضح طور پر یہ ہے "کہ نماز کی ادائیگی کے لیے جس طرح جملہ شرائط کا موجود ہونا ضروری ہے، اسی طرح زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے بھی اس کے جملہ شرائط کا لحاظ کیا جائے گا، اور ان شرائط میں سے زکوٰۃ کی امیر المومنین کی طرف اس زمانے میں ادائیگی بھی ہے، جیسا کہ حضرت ابوبکرؓ کا لو منعوني، الخ اس پر دلالت کررہا ہے[1]۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

[1] بحوالہ الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ ج ۱